ہندوستان میں تحریک شدھی کے خلاف اعلان جہاد نیز بیت الذکر مردان کی شہادت کا تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/اگست ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۶﴾

(الاحقاف:۳۶)

اور پھر فرمایا:

۱۹۲۲ء، ۲۳ء اور ۲۴ء کے دور میں جو مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں ایک انتہائی دردناک دور تھا ملکانے کے علاقہ میں ایک شدھی کی تحریک چلائی گئی تھی اور کثرت سے راجپوتوں کو یہ کہہ کر دوبارہ ہندو بنایا جا رہا تھا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ہندو تھے اور تمہیں مسلمان بادشاہوں نے زبردستی مسلمان بنا لیا تھا اس لئے تمہارا اصل مقام، تمہارا دائمی مقام ہندو سوسائٹی میں ہے اور اگر تم دوبارہ ہندو بن گئے تو تمہیں اور بہت سی ایسی مراعات حاصل ہو جائیں گی جو اس سے پہلے حاصل نہیں ہیں۔ روپیہ کا بھی لالچ دیا گیا اور روپیہ خرچ بھی کیا گیا اور بعض جگہ جبر سے بھی کام لیا گیا اور ایسے تنگ حالات کر دیئے گئے ہندوؤں کی طرف سے اس علاقہ میں کہ بہت سے مسلمان مجبور ہو کر اس

دباؤ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پا کر ہندو ہونے شروع ہوئے۔

اس وقت جماعت احمدیہ ہی کو یہ توفیق ملی کہ اس انتہائی خوفناک سازش کو بے نقاب کرے اور حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس شدھی کی تحریک کے خلاف ایک انتہائی کامیاب جہاد شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تمام ہندوستان کے مسلمان علماء کو خطوط بھی لکھے گئے، وفود بھیج کر ان سے ملاقاتیں کی گئیں، ان کی غیرت کو ابھارا گیا، ان کی حمیت کو اکسایا گیا، ان کی منتیں بھی کی گئیں، ان کو طرح طرح سے اسلام کی محبت کے واسطے دے کر اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ اپنے وقتی اختلافات کو چھوڑ دو اور سارے مل کر اسلام کے خلاف اس انتہائی خوفناک سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جاؤ۔ کچھ عرصہ تک یہ کام بہت اچھا چلا اور چونکہ اس وقت کے اہل بصیرت مسلمان علماء یہ سمجھتے تھے کہ جماعت احمدیہ جب تک اس تحریک میں مرکزی کردار ادا نہ کرے یہ تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کی تائید کی اور ہر طرح سے اس معاملہ میں جماعت سے تعاون بھی کیا بلکہ حضرت مصلح موعودؓ کو خطوط لکھ کر کھلم کھلا اس بات کا بھی اقرار کیا کہ اگر آپ نے اس تحریک کی پشت پناہی نہ کی اور بھرپور حصہ نہ لیا تو ہمیں ڈر ہے کہ یہ تحریک مر جائے گی۔

اس کی تفصیل دہرانے کا تو وقت نہیں، یہ تاریخ کی باتیں ہیں اور مختلف اخبارات اور رسائل اور کتب کی زینت بن چکی ہیں۔ آج میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں ہندوستان میں دوبارہ ایک نہایت ہی خوفناک شدھی کی تحریک شروع کی گئی ہے اور وہی ملکانے کا علاقہ اس کے لئے منتخب کیا گیا ہے اور اس دفعہ غالباً ہندوستان کے بعض انتہا پرست ہندوؤں کو جن میں آریہ بھی پیش پیش ہیں یہ شبہ ہے کہ وہ جماعت جو اس معاملے میں اسلام کا فعال دفاع کر سکتی تھی، جو مسلسل بے خوف قربانیاں دے سکتی تھی، اس کی اکثریت تو یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان جا چکی ہے اور پاکستان میں وہ خود ایسے مصائب میں مبتلا ہے کہ اسے اس بات کی ہوش ہی نہیں ہو سکتی کہ ہندوستان کی سرزمین میں آ کر یہاں اس شدھی کی تحریک کے خلاف کسی جہاد کا آغاز کرے۔ اور جہاں تک ہندوستان کی جماعتوں کا تعلق ہے وہ جانتے ہیں کہ اس زمانے کی نسبت جب یہ شدھی کی تحریک بائیس تئیس چوبیس کے سالوں میں آغاز پائی اور پھر انجام کو پہنچی۔ اس زمانے میں ہندوستان میں جماعت کو جو طاقت حاصل تھی اب اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہے۔ اس وجہ سے بھی ان کی حوصلہ افزائی ہو گئی۔

اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کچھ پاکستان میں جماعت کے حالات کی بنا پر ان کو اس بات کی جرأت ہوئی لیکن میں ہندوستان کے ان انتہا پسند آریوں اور دیگر مذہبی جنونیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی قیمت پر بھی جماعت احمدیہ اس جہاد سے باز نہیں آئے گی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی سنت، آپ کا اسوۂ ہمارے لئے کافی ہے۔ اس معاملہ میں وہ سنت اور وہ اسوۂ بعینہٖ ان حالات پر چسپاں ہو رہا ہے۔ جب ہر طرف اسلام کے خلاف، اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت پھیل گئی اور تمام عرب میں قبائل نہ صرف مرتد ہونے لگے بلکہ مرکز اسلام پر حملہ آور ہونے لگے۔ بہت ہی درد ناک طریق پر مسلمانوں کو جو چند مسلمان ان کے علاقوں میں ایسے تھے جنہوں نے ارتداد کا انکار کیا ان کو قتل کیا گیا، انکے گھر جلائے گئے، ہر طرح کی اذیتیں دی گئیں یہاں تک کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سارا عرب اسلام کا باغی ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوگا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو حیرت انگیز اسلامی حمیت اور غیرت کا نمونہ دکھایا اور انتہائی کمزور ہونے کے باوجود بڑی کامیابی اور عزم کے ساتھ اور کامل توکل کے ساتھ، دعاؤں کیساتھ، اس تحریک کے مقابلہ پر مسلمانوں کو صف آراء کیا اور انتہائی کامیابی کے ساتھ اس مہم کو آخر تک پہنچایا یہاں تک کہ سارے عرب میں ایک بھی باغی باقی نہیں رہا۔ اور یہ عظیم الشان واقعہ چند سالوں کے اندر اندر ہوا ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طبیعت کا حلم اور بظاہر جو کمزوری تھی اور نرمی اور رفق پایا جاتا تھا اس کے پیش نظر آپ کا یہ اسوہ اور بھی زیادہ حیرت انگیز دکھائی دینے لگتا ہے۔ کیسا عزم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، کیسی ہمت بخشی کہ اتنے زیادہ غالب دشمن کے مقابل پر اتنے تھوڑے مسلمانوں کے ساتھ جنگی لڑنے کی اہلیت رکھنے والی اکثریت ایک ایسے سریہ پر بھجوائی جا رہی تھی جو عرب کے شمال میں عالم اسلام کی سرحدوں پر واقع ہونے والا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اس کی شدید ضرورت تھی مدینہ میں چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے وہ سریہ مقرر فرمایا تھا اس لئے آپ نے اس لشکر کو بھی نہیں روکا۔ گویا کمزوری کی حالت اس سے بہت زیادہ خطرناک تھی جو ویسے بھی مؤرخین کو صاف دکھائی دیتی ہے۔ اگر وہ لشکر باہر نہ بھی بھجوایا جاتا تو مدینہ کے مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں تھی کہ سارے عرب کے قبائل کا مقابلہ کر سکے۔ اگر وہ لشکر نہ بھی بھجوایا جاتا تب بھی ان عرب قبائل کے مقابلہ کے لئے صف آراء ہو جانا ایک عظیم ہمت کا مظہر ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اکثر لڑنے والے بہادر جنگجو جوان عمر سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کو سریہ پر بھجوایا جا رہا تھا تو پیچھے

بظاہر کچھ بھی باقی نہیں رہتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ آپ کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی۔

پس قطع نظر اس کے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان میں اس سے بھی بہت ہی زیادہ کمزور ہے جتنی عرب کے دل میں مدینہ کی کیفیت تھی۔ باوجود اس کے کہ پاکستان میں بھی جماعت احمدیہ کو عظیم الشان مسائل اور مصائب کا سامنا ہے۔ میں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور اس سلسلہ میں پہلے ہی ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو ہدایات دی جا چکی ہیں اور وہ طریق جو پہلے رائج تھے اگر سو فیصدی ان کی پیروی نہیں ہو سکتی تو نئے طریق سوچے جائیں۔ بہر حال جب تک یہ شدھی کی تحریک وہاں چلتی رہے گی اس کے دفاع کا جھنڈا انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں رہے گا۔

اس وقت تک کی اطلاعوں کے مطابق جو انتہا پرست ہندو مذہبی تحریکات اس تحریک کی سربراہی کر رہی ہیں ان کا اعلان یہ ہے کہ ہم چالیس ہزار راٹھ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنا چکے ہیں اور حکومت نے اپنے ذرائع سے جائزہ لینے کے بعد دس ہزار کی تعداد تسلیم کی ہے۔ انتہائی خوفناک حالت ہے لیکن جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہئے کہ ہم پہلے ہی ایک شدھی کی تحریک کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ 1922-23ء کے مقابل پر آج ہمیں دو شدھی کی تحریکوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ ایک وہ تحریک جو ہندوؤں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے اور ایک وہ تحریک جو پاکستان کے ملانوں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے۔ دو ملکوں میں دو مکھی لڑائی ہمیں لڑنی ہے۔ ایک ملک میں انتہائی کامیابی کے ساتھ ہم اس جہاد میں پہلے ہی مصروف ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ان دونوں تحریکات کے Features یعنی ان کے نقوش کا موازنہ کریں تو کئی لحاظ سے پاکستان میں چلائی جانے والی شدھی کی تحریک ہندوؤں کی چلائی جانے والی شدھی کی تحریک سے زیادہ ظالمانہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ 1923ء میں جو تحریک اپنے عروج کو پہنچی تھی اس تحریک میں مسلمانوں کو جب تک ہندو بنا نہیں لیا جاتا تھا اور وہ اقرار نہیں کرتے تھے کہ ہم ہندو ہو گئے اس وقت تک ان کی مسجدوں کی شکل نہیں بدلائی جاتی تھی، ان سے ان کے مسلمان ہونے کے حقوق چھینے نہیں جاتے تھے، ان کی کتب مقدسہ کی بے حرمتی نہیں کی جاتی تھی۔ ان سے قرآن چھین چھین کر ان کو گلیوں میں نہیں پھینکا جاتا تھا، ان کی مساجد مسمار نہیں کی جاتی تھیں، ان کو اس حق سے

محروم نہیں کیا جاتا تھا کہ وہ اللہ کا نام لیں اور خدا کی توحید کے گن گائیں، ان کو زبردستی آنحضرت ﷺ کے انکار پر اس طرح مجبور نہیں کیا جاتا تھا کہ اگر انکار نہیں کرو گے تو تمہیں گلیوں میں گھسیٹا جائے گا اور مارا جائے گا اور قید خانوں میں پہنچایا جائے گا۔ پس پاکستان میں چلائی جانے والی وہابی علماء کی شدھی کی تحریک ان تمام نقوش میں، ان تمام تفاصیل میں ہندوؤں کی چلائی جانے والی اُس تحریک سے بھی زیادہ بھیانک ہے اور آج کی چلائی جانے والی تحریک سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔

چنانچہ مردان میں ہونے والا جو واقعہ ہے وہ اس بات کا مظہر ہے کہ ہمیں پاکستان کی سرزمین میں کس قسم کی شدھی کی تحریک کا مقابلہ کرنا ہے۔ مردان میں عید کے دن جب مردان کی عید کی نماز مرد، عورتیں اور بچے عید پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے پیشتر اس کے کہ ان میں سے کوئی باہر جاتا پولیس اور وہابی مولوی اور ان کے شاگرد چیلے چانٹے قریباً دو تین سو کی تعداد میں مسجد پر حملہ آور ہوئے اور پولیس نے اندر داخل ہو کر پہلے تو یہ اعلان کیا کہ آپ کے چار ایسے رہنما ہیں یعنی جماعت میں سرکردہ دوست ایسے ہیں جن کو ہم گرفتار کریں گے۔ وہ سازش بڑی بھیانک تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ اس کے بعض ایسے حصوں کو پورا نہیں ہونے دیا جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب ان کو قید کرنے کی کوشش کی گئی تو تمام موجود احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں نے یہ اصرار کیا کہ ان کو تم اگر قید کرو گے تو ہم سب کو ساتھ قید کر کے لے جانا پڑے گا ہم اکیلے نہیں جانے دیں گے۔ چنانچہ کوئٹہ میں جس غیرت کا مظاہرہ کیا تھا جماعت نے اسی قسم کی غیرت کا مظاہرہ مردان میں بھی کیا اور خود طوعی طور پر ساری کی ساری جماعت پولیس کی حراست میں پہنچ گئی اور حوالات میں داخل کر دی گئی۔ عورتیں بھی، بچے بھی، مرد بھی یہ سارے عید کے دن، یہ ان کی عید منائی جارہی تھی اور اس کے بعد پولیس کے سمیت وہ ملاّں جو حملہ آور ہوئے تھے پولیس کی معیت میں اور اسکی حفاظت میں انہوں نے پولیس سمیت مسجد کو منہدم کرنا شروع کیا۔ منہدم کرنے سے پہلے انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ وہ قالین جو احمدیوں کی عبادتوں سے ناپاک ہوئے ہوئے ہیں ان کو تو بہرحال اپنی مسجدوں میں لے جا کر پاک کرنا چاہئے۔ وہ پنکھے جو ان کو ہوا دے دے کر گندے ہوئے ہوئے ہیں ان کو اپنی مساجد میں یا اپنے گھروں میں لگا کر مقدس بنانا چاہئے اور ہر قیمتی چیز جو مسجد میں موجود ہے اس کا گند دور کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے یہ ساری چیزیں سمیٹیں اور جس کا داؤ چلا جو چیز

ہاتھ میں آئی وہ لے کر اڑ گیا ۔ یہاں تک کہ پیچھے صرف پولیس اور چند ملاں اور ان کے چیلے چانٹے مسجد مسمار کرنے کیلئے رہ گئے ۔ایک وقت میں ان کی تعداد بیس رہ گئی تھی صرف اور باقی پولیس ساتھ تھی اور وہ پورے تعاون کے ساتھ پولیس نے مسلسل محنت کی ہے سارا دن مسجد گرانے میں ۔

یہ شدھی کی تحریک اب دیکھ لیجئے اس تحریک سے کتنی زیادہ خوفناک اور بھیانک اور ذلیل اور کمینی تحریک ہے ۔ ہندوستان کی حکومت مسلمان حکومت نہیں ہے لیکن باوجود اس کے ہندوستان کی حکومت اپنی پولیس کو یہ اجازت نہیں دے سکتی کہ مسلمانوں کے عبادت خانوں کو مسمار کرے اور زبردستی ان کی چیزوں کو چوری کروانے میں ان کو مدد دے اور پولیس کے سائے تلے کھلم کھلا چوری اور ڈاکے کے واقعات ہوں اور سارے شہر کے دیکھتے میں یہ سارا واقعہ ہو رہا ہے اور سارا دن ہوتا چلا گیا ہے ۔

جب جماعت نے اس عرصہ میں بڑا وقت ملا، مختلف افسروں سے ملاقاتیں کیں، حکومت صوبہ سرحد کے سیکریٹریٹ میں پہنچے، سیکریٹریوں سے ملاقات کیں، وزراء سے ملاقاتیں کیں، گورنر سے ملے تو یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ صوبہ سرحد کی حکومت کو پتہ ہی نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔اور سب لوگ بات بتانے سے گھبراتے تھے کہ اصل واقعہ کیا ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بار بار بیان کیا ہے، ملا کا پیٹ بظاہر بھاری بھی ہو لیکن بات چھپانے میں بہت ہلکا ہے ۔خاص طور پر جو اس تحریک کے سرکردہ ہیں وہ فخر لینے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ ہم اس کارستانی میں اوّل اوّل تھے وہ بات چھپاتے نہیں اور بات نکل جاتی ہے ۔ چنانچہ جستجو کے بعد جو حقیقت سامنے آئی وہ یہ تھی کہ صوبہ سرحد کی حکومت اس مؤقف میں حق بجانب تھی کہ ہمیں علم نہیں ہے ۔واقعۃً ان کو علم نہیں تھا ۔

گزشتہ دنوں جب سیاسی حالات بگڑنے شروع ہوئے تو جماعت احمدیہ کے ایک ایسے دشمن کو جو اپنی سفلہ صفات میں معروف و مشہور ہے اور جو پہلے صدر صاحب کا مشیر تھا اسی بات کے لئے کہ جماعت احمدیہ کو کس طرح گزند پہنچایا جائے جب وہ الیکشن میں ناکام ہو گیا تو اسے Ambassador بنا کر باہر بھجوایا دیا گیا اور باوجود اسکے کہ ہر طرف سے احتجاج ہوئے بلکہ غیر ملکی اخباروں نے بھی اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ وہ شخص جو بری طرح ذلت کے ساتھ اپنے علاقہ میں الیکشن جیتنے میں ناکام رہا ہو جبکہ اس کا سرپرست، اسکا سربراہ اسکو پوری تقویت دے رہا ہو ۔ مارشل لاء نافذ ہوا ہو اور اس کی ساری طاقتیں اس کی مدد کر رہی ہوں ۔علماء کو کھلم کھلا اس بات کی حکومت کی

طرف سے تحریک کی گئی ہو کہ آ جاؤ اور اس کی مدد کرو۔ وہ نا کام ہونے کے بعد یہ رتبہ کیسے پا گیا ہے کہ وہ اس حکومت کی نمائندگی کرے کسی جگہ۔ اس شخص کو دوبارہ وزیر اعظم کا اس بات کے لئے مشیر بنا کر بلایا گیا کہ احمدیوں کے خلاف تحریک چلانے میں وہ انکو مشورے دے تا کہ جس قیمت پر بھی ہو سکے سیاسی رجحانات کو مذہبی رجحانات میں تبدیل کر کے مذہبی جنون میں تبدیل کر کے، احمدیوں کی طرف توجہ مرکوز کروادی جائے۔ چنانچہ سب تحقیق کے بعد جو بات نکلی ہے وہ یہ ہے کہ براہ راست وزیر اعظم پاکستان اور ان کے مشیر کا یہ کارنامہ تھا کہ انہوں نے ڈی۔ سی اور اے سی سے بغیر حکومت صوبہ سرحد کو بیچ میں شامل کئے رابطہ پیدا کیا اور ان کو یہ حکم دیا اور اسی وجہ سے وہ اس قدر شیر ہوئے تھے۔ جب پولیس کو یہ پتہ ہو کہ حکومت کا سربراہ یہ کہتا ہے کہ جاؤ اور ان کی مسجدیں مسمار کرواور ان کے گھر لوٹو اور جو چاہو جا کر ان سے کرو تو ہمارے ملک کی جس قسم کی پولیس ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں کہ ان کا کیا معیار ہے۔ تو مولوی اور پولیس دونوں میں مقابلہ تھا کہ کون زیادہ حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خدا کے گھر کو برباد اور مسمار کرتا ہے۔

یہ بھی ایک تحریک ہے جو شدھی کی جس کا مقابلہ ہم بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہندوستان کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اتنے خوفناک حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے جماعت اس طرح پھنس چکی ہے کہ وہ ہماری تحریک کو نظر انداز کر دے گی تو اس خواب و خیال کی دنیا سے باہر آ جائیں۔ **کسی قیمت پر بھی اسلام کے خلاف ہونے والے حملے کو جماعت احمدیہ ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کہیں بھی یہ حملہ ہو گا کہیں بھی اسلام کو بری آنکھ سے دیکھا جائے گا تو صف اول پر لڑنے کے لئے ہمیشہ جماعت احمدیہ کے خدام اور انصار اور ضرورت پڑی تو مستورات بھی سامنے آئیں گی۔**

اس لئے میں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا ایک عام اعلان کر رہا ہوں۔ اور اس وقت ناظر صاحب اعلیٰ بھارت حسن اتفاق سے یہیں موجود ہیں اور ایڈیشنل ناظر صاحب امور عامہ بھی یہاں موجود ہیں اس لئے ان کو اب جلد سے جلد واپس چلے جانا چاہئے مجھ سے ہدایات لے کر اور بڑی تیزی کے ساتھ اتنا نمایاں خدمت کا کام کرنا چاہئے کہ دشمن کی زبان سے اسکی پکار ہم سننے لگیں۔ دشمن کے قلم سے ان واقعات کو پڑھنے لگیں اور اس کی گونج سارے بھارت میں سنائی دینے لگے۔ اس شدت کے ساتھ اس تحریک کے خلاف جماعت احمدیہ نے انشاء اللہ تعالیٰ

مقابلہ کرنا ہے اور باقی ساری دنیا کی جماعتیں جس طرح دعاؤں کے ذریعہ پاکستانی جماعتوں کی مدد کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سہارے ان کو اپنی دعاؤں کے ذریعہ مہیا کرنے میں اپنی پوری سعی کر رہی ہیں اور ہم ان دعاؤں کے اثرات دیکھ بھی رہے ہیں۔

خدا کے فضل تو ویسے بھی نازل ہونے ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عجیب خاص بندے سے پیار کا سلوک ہے کہ جب ان کاموں میں بھی جن کاموں میں خدا نے بہر حال یہ فیصلے کئے ہوتے ہیں کہ میں ان کو کر کے رہوں گا ان کاموں میں بھی بندہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ ہو جائے تو وہ اور زیادہ شان کے ساتھ ان کاموں کو کرتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ ہاں میں نے تیری آواز کو بھی سنا تیری کوشش کا بھی دخل ہو گیا ہے۔ جب آپ دھکیل رہے ہوتے ہیں کار کو تو ایک کمزور اور ناتوان آدمی اور لنگڑا بھی ہو بے چارہ وہ بھی اگر ہاتھ لگا دے تو لوگ یہ تو نہیں کہا کرتے کہ جاؤ بھاگو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ اگر شرافت ہو، اگر حیاء ہو تو کہتے ہیں ہاں ہاں ہم تمہیں جگہ دیتے ہیں آؤ تم بھی شامل ہو اور تحسین سے اسکو دیکھتے ہیں۔ اللہ تو سب شکریہ ادا کرنے والوں سے زیادہ شکریہ ادا کرنے والا ہے۔ ہر خدمت کرنے والے کو زیادہ احسان مندی کی نگاہ سے دیکھنے والا ہے۔

یہ حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں تاکید فرمائی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ اب یہ ظاہر سی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ پر رحمتیں اور شفقتیں فرمانے کے لئے اور فضل نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہماری پکار کی کیا ضرورت تھی کہ تم دعائیں کرو گے تو میں بھیجوں گا ورنہ نہیں بھیجوں گا۔ وہ تو خدا نے بھیجنا ہی بھیجنا تھا اس پر رحمتوں اور فضلوں اور برکات کو۔ اس کثرت سے کہ جس کثرت سے خدا تعالیٰ کسی بندے پر فضل نازل فرما سکتا ہے، ان فضلوں نے بہر حال آنحضرت ﷺ پر نازل ہونا ہے۔ پھر یہ کیا حکمت ہوئی کہ تم بھی درود بھیجو اور خدا بھی بھیجتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد کی کیا ضرورت ہے بندوں کے درود بھیجنے کی؟ اور حکمتوں کے علاوہ ایک یہ بھی ہے تا کہ خدا آپ کی دعاؤں کو سنے، آپ کے درود کو قبول فرمائے اور اور زیادہ فضل یہ کہہ کر نازل فرمائے کہ دیکھو میں نے تمہارا حصہ بھی ڈال لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے یک طرفہ احسانات اتنے تھے تم پر کہ کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی تمہیں کہ کسی طرح بھی ان احسانات کو ادا کرنے کا تصور بھی باندھ سکو لیکن ہماری

معرفت ، ہماری رحمت کے صدقے تمہیں یہ موقع مل گیا کہ کم سے کم احسان مندی کا اظہار تو کرو اور درود بھیجو۔ اور خدا فرماتا ہے میں اسے قبول کروں گا ، میں فضلوں کو اور بھی بڑھاؤں گا۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ بیرونی جماعتوں کی دعاؤں سے لازماً فائدہ پہنچ رہا ہے تو یہ مراد نہیں ہے کہ اگر یہ دعائیں نہ ہوتیں تو نعوذ باللہ پاکستان کی جماعت برباد ہو جاتی ۔ وہ تو خدا کا وعدہ ہے، قول ایسا ہے جو کسی قیمت پر بدل نہیں سکتا۔ ممکن نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو خواہ کسی ملک میں کوئی ابتلا پیش آئے اور خدا اسے چھوڑ دے۔ اس لئے پاکستان کی جماعت نے بہرحال برومند اور فتح مند ہونا ہے۔ ہاں آپ کی دعائیں ان کو پھر بھی لگتی ہیں اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں مزید فضل ان پر نازل ہوتے ہیں۔

پس ہندوستان کی جماعت کے لئے بھی اس عظیم دور میں جس جہاد کے دور میں داخل ہونے لگی ہے آپ کثرت سے دعائیں کریں اور یہ دعا کریں کہ اے خدا! پہلے بھی ہم کمزور تھے بظاہر آج کے مقابل پر طاقتور تو تھے مگر دشمن کے مقابل پر اتنے کمزور تھے کہ اگر تیرا فضل اس وقت بھی نہ ہوتا تو تب بھی ہم لازماً ناکام ہو جاتے ۔ تو تیرے فضل کے مقابل پر یہ کمزوری اور طاقتوں کی نسبتیں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ آج بھی ہم کمزور ہی ہیں۔ یہ تو انسان دیکھ رہا ہے کہ اس کی نسبت پہلے سے زیادہ کمزور ہیں مگر جہاں تک تیرے حصہ کی شمولیت کا تعلق ہے تیری مدد کا، تیری نصرت کا حصہ جب شامل ہو جائے تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کتنا کمزور تھا اور کتنا طاقتور تھا۔ وہ ہر کمی کو پورا کرنے والا حصہ بن جاتا ہے اور غلبے کی یقینی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اس لئے میں ہندوستان کی جماعتوں کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز خوف نہ کھائیں ، ہرگز اپنی کمزوری پر نظر نہ رکھیں۔ **وہ قادر اور قدیر اور توانا خدا جس نے پہلے جماعت احمدیہ کے اس جہاد میں مدد فرمائی تھی آج بھی وہ مدد فرمائے گا اور یقیناً آپ ہی فتح مند ثابت ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ جائیں اور اس میدان میں سب کچھ جھونک دیں اور اسلام کا دفاع کریں کیونکہ جماعت احمدیہ کا قیام اسی غرض سے ہے۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

حسب سابق آج بھی کچھ دوستوں کی اور کچھ خواتین کی نماز جنازہ غائب ہوگی جمعہ کے بعد اس سلسلہ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے فرض سمجھ لیا ہے کہ ہر نماز جنازہ

غائب جمعہ کے دن ہی ہو۔ چھ دن اور بھی تو پڑے ہوتے ہیں اور اگر یہ خیال ہو کہ دوستوں کی خواہش ہے زیادہ افراد نماز جنازہ پڑھیں تو اکثر صورتوں میں تو جتنے ہم یہاں پڑھ رہے ہیں ان سے زیادہ وہاں پڑھ چکے ہوتے ہیں۔ اصل مقصد نماز جنازہ غائب کا یہاں ان دنوں کے حالات میں ہے کہ خلیفہ وقت نماز جنازہ پڑھے اور اس کے ساتھ بہت زیادہ ہوں یا چند ہوں یہ کوئی ایسی اہمیت کی بات نہیں ہے۔ ان لوگوں کی دلی تمنا پوری ہو جاتی ہے کہ خلیفہ وقت نے ان کی یا ان کے عزیزوں کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔

تو جمعہ پر اس کو مسلسل پیش نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے پھر بعض بدعادتیں بھی پیدا ہو سکتی ہیں، مثلاً ریاکاری بھی داخل ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں کے عزیزوں کا نام جب جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے کہ ان کے فلاں کی نماز جنازہ غائب ہوئی تو اس سے ایک نفسانیت کا کیڑا بیچ میں کلبلانے بھی لگتا ہے بعض دفعہ۔ وہ سنتے ہیں اور اس بات کا مزہ لیتے ہیں کہ ہمارا نام مشتہر ہوا کیسٹوں میں اور ساری دنیا میں وہ نام سنا گیا۔ اور بعید نہیں کہ اگر اسی طرح جاری رہا تو بعض دلوں میں صرف اسی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو یعنی تقویٰ کی بجائے دکھاوے کی خاطر کہ ہمارا نام بھی آئے کہ فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور ہم اس کے عزیز تھے، یہ تھے، وہ تھے۔ تو ہر نیکی کے ساتھ بعض خطرات بھی لاحق ہوتے ہیں اسے اگر آپ آنکھیں بند کر کے دوام دے دیں تو اس سے نقصانات کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان باتوں کو بعض دفعہ بدل دینا چاہئے۔ یعنی بعض اگر دوسرے خطرات نہ بھی ہوں تب بھی بعض سنت حسنہ بھی حضرت رسول اکرم ﷺ وقتی طور پر ترک فرما دیا کرتے تھے کہ بوجھ نہ بن جائے دوسروں کے لئے۔ مثلاً تہجد کی نماز باقاعدہ باجماعت پڑھاتے پڑھاتے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اب نہیں پڑھاؤں گا کیونکہ اس طرح سے عادت پڑ جائے گی لوگوں کو اور بوجھ بن جائے گا۔ تو بوجھ بھی بن جاتا ہے بعض دفعہ ہر دفعہ نماز جنازہ جمعہ ہی کو ہو رہی ہے۔ اس لئے آئندہ سے یہ طریق رکھیں کہ جب بھی نماز جنازہ کی درخواست موصول ہو جو بھی دن ہے اس دن نماز جنازہ ہونی چاہئے۔ ان کو اطلاع ہو جانی چاہئے، اخبار میں چھپ جایا کرے زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ دعا کی تحریک اس طرح ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی ایسا غیر معمولی معاملہ ہے جسے خلیفہ وقت خود سمجھے کہ یہ ایسی قربانی والے وجود تھے، ایسے دیرینہ خدمت کرنے والے تھے کہ ان کا جمعہ میں ذکر ضروری ہے تو وہ خود فیصلہ کرے گا۔ اس لئے پرائیویٹ

سیکریٹری صاحب تو جب بھی آیا کرے درخواست تو اس وقت پیش کردیا کریں۔اس تمہید کے بعد اب جو آچکے ہیں ان کی نماز جنازہ تو بہرحال آج پڑھائی جائے گی۔

سید عابد حسین صاحب گیلانی پسر سید منظور حسین شاہ صاحب جھنگ موٹر سائیکل کے حادثہ میں وفات پائی،مکرمہ صفیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ ملک عبدالقادر صاحب لاہور،مکرم عبدالرشید نیاز صاحب درویش قادیان،مکرم ڈاکٹر عبدالغفور خان صاحب کرک،مکرم محمد سلطان صاحب ابن محمد رمضان صاحب خادم مرحوم ربوہ بس سٹاپ پر ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے،مکرم ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب نیا گڑھ اوڑیسہ انڈیا،مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ مکرم داؤد حنیف صاحب مبلغ سلسلہ گیمبیا کی دادی تھیں۔

ان سب کی نماز جنازہ جمعہ کے معاً بعد ہوگی۔